سیرتِ طیبہ کی روشنی میں کتب سماویہ کے مطالعہ کا حکم

URDU-RULING ON STUDY OF REVEALED BOOKS IN THE LIGHT OF SIRAT AL TAIYYABA

Dr. Muhammad Ikramullah*
Dr. Junaid Akbar**

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com || P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 4, No. 1 || January -June 2018 || P. 85-104

DOI: 10.29370/siarj/issue6ar6

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue6ar6

ABSTRACT:

In this article the directives of religious literature in other religions books other than Qur'an has been discussed in the light of 'ṣīrāṭ e Ṭāyyībā' of the Holy Prophet (SAW)'.The article examines the ruling about the study of Bible (revealed books). The Comparative Study of Religion is an important subject in Islamic Studies; this requires intense study of Bible. The question rises that the Christians and Jews converted to Islam in the era of Prophet (PBUH), whether they were prohibited from reading their Holy Books or they were allowed to do so? Moreover, Muslim in that ear did they used to read the revealed books or not? While examining the Ṣīrāṭ Literature both arguments can be developed and the views of Islamic scholars were divided in this regard. This study also reveals that whether Christians and Jews converted to Islam during the life of the Holy prophet Muhammad (SAW) were allowed to read their previous books or not. It also answers the question that whether Muslims in that era were allowed or prohibited to read religious books other than Qur'an. After reading the 'Sirat literature' Muslim Ūlemā are seemed divided on this issue. However; this study concludes that reading of revealed books like Bible for Muslims is permissible but under certain terms and conditions which are discussed in detail in the study.

KEY WORDS: Qur'an, Bible, Sacred Books, Sirat, Education syllabus, Comparative study.

* Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur, Haripur, Pakistan- Email: drmikramullah@gmail.com
** Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur, Haripur, Pakistan. Email: junaid8181@gmail.com

کلیدی الفاظ: قرآن، بائبل، مقدس کتابیں، سیرات، تعلیمی نصاب، تقامطالعہ.

تعارف:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ تورات، زبور اور انجیل بھی کلام اللہ ہیں، جس طرح قرآن کریم کلام اللہ ہے، لیکن یہ بات قطعی ہے کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری باری تعالیٰ نے لی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَه لَحٰفِظُوْنَ"[1]

حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

جبکہ دوسری کتب کی حفاظت کی ذمہ داری باری تعالیٰ نے نہیں لی، اس لئے ان میں تحریف ہوئی ہے، اور اب وہ محرف شکل میں موجود ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے:

"اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَه مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ"[2]

(مسلمانو!) کیا اب بھی تمہیں یہ لالچ ہے کہ یہ لوگ تمہارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کے لوگ اللہ کا کلام سنتے تھے، پھر اس کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد بھی جانتے بوجھتے اس میں تحریف کر ڈالتے تھے۔

اس سورت میں اہلِ کتاب کا خود تحریف کرنا بھی وارد ہوا ہے:

"فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِه ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ"[3]

لہذا تباہی ہے ان لوگوں کی جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے تھوڑی سی آمدنی کمالیں۔ پس تباہی ہے ان لوگوں پر اس تحریر کی وجہ سے بھی جو ان کے ہاتھوں نے لکھی، اور تباہی ہے ان پر اس آمدنی کی وجہ سے بھی جو وہ کماتے ہیں۔

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ قرآن کریم کے علاوہ باقی کتبِ سماویہ اپنی اصل حالت پر باقی نہیں، لیکن ان میں تحریف ہو جانے کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ یہ کلام اللہ نہیں ہو سکتیں، کیونکہ اگر کلام اللہ ہوتیں تو ان میں تحریف نہ ہوتی؟ وجہ یہ ہے کہ یہ بے شک کلام اللہ ہی ہیں لیکن ان کی حفاظت کی ذمہ داری باری تعالیٰ نے نہیں لی جس کا واضح

[1] *Al-Quran*, n.d., 15/9.
[2] *Al-Quran*, 2/75.
[3] *Al-Quran*, 2/79.

مطلب یہ ہے کہ باری تعالیٰ کو ان کا منسوخ کرنا مطلوب ہے، اور انہیں اصل حالت پر باقی رکھنا ہی منشأ خدا نہیں۔

چونکہ قرآن کریم کے علاوہ باقی کتب سماویہ بھی کلام اللہ ہی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے دور مبارک میں ان کتب کے ماننے والوں کی ایک کثیر تعداد رہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس دور کے اندر بھی یہ کتبِ سماویہ، خواہ کسی بھی حالت میں ہوں، اپنا وجود رکھتی تھیں، اور ان کے ماننے والوں کا مسلمانوں سے واسطہ رہا ہے اور اہلِ کتاب میں سے ایسے حضرات نے بھی اسلام قبول کیا ہے جو اپنی کتب کے ماہرین تھے، چنانچہ انہوں نے اسلام کی قبولیت کے بعد کیا اپنی کتب سے رشتہ توڑ دیا تھا؟ یا آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں شمولیت کے بعد بھی وہ اپنی کتب کا مطالعہ جاری رکھتے تھے؟ ایک طرف تو حضرت عمرؓ کو نبی ﷺ نے تورات پڑھنے سے منع کر دیا تھا اور دوسری طرف بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو اس کی اجازت دی تھی۔ اگر ان کتب سماویہ کے پڑھنے کی اجازت ہے تو سیرت نبوی ﷺ سے ایسے کون سے اصول وضوابط ملتے ہیں جن کی روشنی میں کتب سماویہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے؟ اس مضمون میں کتب سماویہ کے مطالعہ اور اس کے اصول وضوابط کو سیرت نبوی ﷺ سے واضح کیا گیا ہے۔

کتبِ سماویہ کے علوم کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا استفسار:

صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے وقتاً فوقتاً وحی اور آسمانی علوم کے بارے میں استفسار کیا کرتے تھے، جس کی کئی مثالیں احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اِسی ضمن میں صحابہ کرامؓ پہلے انبیاء کرامؑ اور اُن کی کتابوں کے بارے میں بھی پوچھا کرتے تھے۔ حضرت ابوذرؓ نے ایک مرتبہ پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انبیاء کرامؑ کل کتنے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَة وَعِشْرُوْنَ أَلْفَ نَبِي"[4]

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے۔

ابوذرؓ نے دوبارہ پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اُن میں رسول کتنے تھے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:

"ثَلَاثُمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَر"[5]

تین سو تیرہ۔

[4] Abu Hatim Muhammad Bin Hibban Ibn Hibban, *Al Siyrah Al Nabaviyyah Wa Akhbar Al Khulafa* (Bairut: Al Kutub al Thaqafiyyah, 1417), 1/388.

[5] Abu Hatim Muhammad Bin Hibban Ibn Hibban, *Sahih Ibn Hibban* (Bairut: Mua'ssasat al Risalah, 1414), 361, 2/76.

ابوذرؓ نے پھر پوچھا: پہلے نبیؑ کون سے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدمؑ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! چار انبیاءؑ سریانی تھے: حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت نوحؑ۔ اور چار عرب تھے: حضرت ھودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت شعیبؑ اور تمہارا نبیؑ (محمد ﷺ)۔ انبیاء کرامؑ میں پہلے نبیؑ حضرت آدمؑ تھے، اور آخری نبیؑ حضرت محمد ﷺ ہے۔ اور بنی اسرائیل میں پہلا نبیؑ حضرت موسیٰؑ اور آخری نبیؑ حضرت عیسیٰؑ تھے، جبکہ ان کے درمیان ایک ہزار نبی گزرے ہیں۔

ابوذرؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالی نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سو صحیفے اور چار کتابیں۔ حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے، حضرت ادریسؑ پر تیس صحیفے، حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے، اور حضرت موسیٰؑ پر تورات سے پہلے دس صحیفے۔ اور تورات، انجیل، زبور اور قرآن نازل فرمائے۔[6]

اِس ساری تفصیل کے بعد حضرت ابوذرؓ نے حضور ﷺ سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں کے علوم کے بارے میں پوچھا، اور آپ ﷺ نے انہیں تفصیلی جواب دیا۔[7]

اِس روایت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1. صحابہ کرامؓ پہلے انبیاء کرام اور اُن کی کتابوں کے بارے میں معلومات حاصل کیا کرتے تھے۔
2. رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کرامؓ کو پہلے انبیاء کرامؑ اور کتُب سماویہ کے بارے میں تفصیلات بیان فرمایا کرتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کا کتُبِ سماویہ سے باخبر ہونا:

احادیث اور سیرت کی کتابوں میں صحابہ کرامؓ سے ایسے الفاظ منقول ہیں، جن سے اُن کا کتُب سماویہ سے باخبر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ایک یہودی عالم کے ساتھ ملے، جس کا نام "فنحاس" تھا، آپؓ نے اسے کہا:

"اتَّقِ الله وَأسلم، فو اللهِ إنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنَّ مُحَمَّدًا لَرَسُولُ اللَّهِ، قَدْ جَاءَكُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِهِ، تَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ"[8]

اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرو۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو، کہ محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہے، اِس لیے کہ تمہارے

6 Ibn Hibban, *Sahih Ibn Hibban*.
7 Aḥmad Bin Abdullah Abu Nu‘aym, *Hilyah Al Awliya’* (Bairut: Dar al Kutub al Ilmiyyah, 1417), 1/167.
8 Abdul Malik Bin Hisham al Himyari Ibn Hisham, *Al Seerah Al Nabaviyyah* (Cairo: Maktabah Mustafa al Babi, 1375), 1/558.

پاس اللہ تعالی کی طرف سے حق آیا ہوا ہے، اور یہ بات تمہارے پاس تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے۔
اِس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ حضرت ابو بکر صدیق تورات اور انجیل سے باخبر تھے۔
تورات اور انجیل سے صرف صحابہ کرامؓ ہی نہیں، بلکہ صحابیاتؓ بھی باخبر تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"إِنَّ مُحَمَّداً ﷺ مَكْتُوْب فِيْ الْإِنْجِيْلِ: لَيْسَ بِفَظّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِيْ الْأَسْوَاقِ وَلَا يُجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا وَلكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرْ"[9]

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں انجیل میں یہ صفات موجود ہیں: کہ آپ ﷺ سخت گو، سخت مزاج اور بازاروں میں بلند آواز سے بولنے والے نہیں ہے، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہے، بلکہ معاف کرتے ہے، اور بخشتے ہے۔

کتب سماویہ کی عظمت و احترام کے متعلق فقہائے کرام کی آراء

کتب سماویہ میں تحریف ہوئی ہے، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ لیکن اس تحریف کے بعد بھی کیا ان کی وہ عظمت و احترام باقی ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں دو طرح کی آراء سامنے آتی ہیں۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ یہ محرف ہیں لہذا ان کا رتبہ بھی کم ہو جاتا ہے، لہذا شوافع کے نزدیک ان کا وہ مقام و رتبہ اب باقی نہیں ہے، ان کے ہاں ناپاک شخص ان کتب کو چھو بھی سکتا ہے اور اٹھا بھی سکتا ہے، جیسا کہ درج ذیل عبارات سے واضح ہوتا ہے:

"يجوز للمحدث مس التوراة والانجيل وحملهما كذا قطع به الجمهور"[10]

ناپاک آدمی کے لئے تورات اور انجیل کو چھونا اور اٹھانا دونوں جائز ہے، جمہور سے یہی منقول ہے۔

"لا يحرم مس التوراة والانجيل وحملهما في أصح الوجهين"[11]

دو میں سے صحیح قول کے مطابق ناپاک آدمی کے لئے تورات اور انجیل کو چھونا حرام نہیں ہے۔

لیکن احناف کے ہاں صحیح قول کے مطابق یہ مسئلہ درج ہے:

"ويكره له قراءة توراة وإنجيل وزبور) لأن الكل كلام الله وما بدل منها غير معين. وجزم العيني في

---

[9] Abdul Malik Bin Muhammad Nishapuri, *Sharf Al Mustafa* (Makkah: Dar al Basha'ir al Islamiyyah, 1422), 1/158.
[10] Abu Zakariyyah Yahya Bin Sharf Al Nawawi, *Al Majmu' Sharh Al Muhadhab* (Bairut: Dar al Fikr, 1315), 2/70.
[11] Abdul Karim Bin Muhammad Al Rafa'I Al Qazwini, *Fath Al Aziz Bi Sharh Al Al Wajiz* (Bairut: Dar al Fikar, 1414), 2/108.

شرح المجمع بالحرمة وخصها في النهر بما لم يبدل"[12]

ناپاک آدمی کے لئے تورات، انجیل اور زبور کی تلاوت کرنا مکروہ ہے، وجہ یہ ہے کہ یہ سب کلام اللہ ہیں اوران میں جو تحریف ہوئی ہے وہ متعین نہیں ہے، علامہ عینی نے غیر محرف کو حرام قرار دیا ہیں۔

اس کی تشریح میں علامہ شامی[13] فرماتے ہیں:

"(قوله: ويكره له إلخ) الأولى لهم أي للجنب والحائض والنفساء. هذا، وصحح في الخلاصة عدم الكراهة. قال في شرح المنية: لكن الصحيح الكراهة؛ لأن ما بدل منه بعض غير معين وما لم يبدل غالب وهو واجب التعظيم والصون. وإذا اجتمع المحرم والمبيح غلب المحرم. وقال عليه الصلاة والسلام : دع ما يريبك إلى ما لا يريبك وبهذا ظهر فساد قول من قال يجوز الاستنجاء بما في أيديهم من التوراة والإنجيل من الشافعية فإنه مجازفة عظيمة؛ لأن الله تعالى لم يخبرنا بأنهم بدلوها عن آخرها وكونه منسوخا لا يخرجه عن كونه كلام الله تعالى كالآيات المنسوخة من القرآن"[14]

علامہ شامیؒ کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک آدمی کے لئے تورات وغیرہ کو چھونا یہ مکروہ ہے، کیونکہ ان کتب کی تحریف کے بارے میں متعین طور پر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ حصہ تحریف شدہ ہے یا غیر تحریف شدہ؟ اوران کے منسوخ ہونے سے یہ کلام اللہ ہونے سے خارج نہیں ہوتیں جیسا کہ قرآن کریم کی منسوخ آیات ہیں۔

راجح

دوسری رائے زیادہ راجح ہے، وجہ یہ ہے کہ جب متعین طور پر معلوم نہیں کہ یہ حصہ محرف ہے اور یہ حصہ محرف نہیں، تو وہ حصہ جس کی تائید بھی قرآن کریم سے ہو جائے، اس کے کلام اللہ ہونے میں شبہ نہیں، جب

---

[12] Muhammad Bin Umar Bin Abdul Aziz Ibn Abidin, *Al Durr Al Mukhtar Wa Ḥashiyah Ibn Abidin* (Bairut: Dar al Fikar, 1992), 1/175.

[13] محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین ومشقی ہیں،دیار ملک شام کے فقیہ تھے،حنفی مسلک کے امام وقت تھے۔" روالمختارعلی الدرالمختار" جو حاشیہ ابن عابدین کے نام سے مشہور ہے کے مصنف ہیں،آپ کے فرزند محمد علاء الدین(١٢٤٤۔١٣٠٦ھ) بھی " ابن عابدین" ہی کے نام سے مشہور تھے،انہوں نے اپنے والد کے مذکورہ حاشیہ کی تکمیل کے طورپر" قرة عیون الاخیار" تحریر کی۔بعض تصانیف:العقود الدریۃ فی تفقیح الفتاوی الحامیہ" نسمات الاسحار علی شرح المنار" اصول کے موضوع پر،نیز " حواشی علی تفسیر البیضاوی" اور " مجموعة رسائل"۔

Halbi, Abdul Majid Ta‘mah, *Tamhid Ḥashiyah Ibn ‘Abidiyn*, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, 1/9

[14] Abdul Majid Ta‘mah Halbi, *Tamhid Ḥashiyah Ibn ‘Abidiyn* (Lahore: Maktabah Rahmaniyyah, 1999), 1/9.

اس کے کلام اللہ ہونے میں شبہ نہیں تو اس کی تعظیم بھی ضروری ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کا نافذ العمل ہونا کوئی ضروری نہیں، کیونکہ یہ منسوخ ہے، لہٰذا کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے اس کا ادب ضروری ہوگا۔

کیا کتب سماویہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے؟

کتب سماویہ کے ادب واحترام سے قطع نظر اگر ان کے مطالعے کے متعلق بات کی جائے تو حضرت عمرؓ سے متعلق مروی ہے:

نبی کریم ﷺ حضرت عمرؓ کے تورات پڑھنے پر غصہ ہوئے۔

"عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ، فَسَكَتَ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللهِ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ، مَا تَرَى بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي، لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي، لَاتَّبَعَنِي"[15]

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: کہ حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تورات کا نسخہ ہے، تو آپ ﷺ خاموش رہے، حضرت عمرؓ نے تورات کا نسخہ پڑھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ غصہ سے متغیر ہونے لگا، تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اے عمرؓ تجھے گم کرنے والیاں گم کر دیں تم رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو فرمایا میں اللہ اور اس رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں، ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تمہارے لیے موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہو جائے اور تم ان کی اتباع کرو اور تم مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے، اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں اور میری نبوت کا زمانہ پالیں تو وہ بھی یقینا میری ہی اتباع کریں گے۔

[15] Abdullah Bin Abdul Rahman Al Darmi, *Musnad Al Darmi* (KSA: Dar al Mughni lil Nashar wal Tawzi, 2000), 1/403.

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کا مطالعہ نہیں کیا جاسکتا لیکن مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب[16] کی تحقیق اس سے مترشح نتائج کے بالکل خلاف ہے، چنانچہ وہ کتب سماویہ کے مطالعہ کو درست سمجھتے ہیں، درج ذیل روایات ان کا مستدل ہیں:

مولانا مناظر احسن گیلانی کا مطالعہ کتب سماویہ پر پہلا مستدل

"عَنْ يُوْسُفَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَلاَمٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ قَرَأْتُ القُرْآنَ وَالتَّوْرَاةَ. فَقَالَ: (اقْرَأْ بِهَذَا لَيْلَةً، وَبِهَذَا لَيْلَةً)"[17]

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے بیٹے یوسف اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میں قرآن اور تورات کی تلاوت ساتھ جاری رکھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات قرآن کی تلاوت کرواور ایک رات تورات کی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کا مطالعہ کتب سماویہ پر دوسرا مستدل

طبقات ابن سعد میں ابو الجلد الجونی[18] کے تذکرے میں لکھا ہے:

---

[16] مولانا سید مناظر احسن گیلانی برطانوی ہند کے مشہور عالم دین، مقرر اور مفسر قرآن تھے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی استھانواں، پٹنہ ضلع، بہار میں یکم اکتوبر، 1829ء بہ مطابق 9 ربیع الاول 1310ھ کو پیدا ہوئے۔ مناظر احسن گیلانی نے اپنی نشو و نما کا بڑا حصّہ داد ھیال "گیلانی" میں گزرا، آپ کا خاندان خالص دینی و مذہبی تھا۔ آپ نے قرآن، اردو، فارسی نحو و صرف ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں گیلانی میں مکمل کی۔ 1324ھ بمطابق 1906ء سے 1331ھ بمطابق 1913ء تک مدرسہ خلیلیہ ٹونک) راجستھان (میں مختلف علوم و فنون منطق، فقہ، ادب اور ہیئت و ریاضی کی کتابیں پڑھیں۔ 1331ھ میں ایشیا کی عظیم اسلامی درسگاہ دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ماہرین علوم و فنون سے بھرپور استفادہ کیا، جن میں سرِ فہرست شیخ الہند مولانا محمود الحسن، علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی وغیرہ شامل ہیں۔ 1334ھ میں دار العلوم دیوبند میں تقرر ہوا اور خصوصی طور پر دار العلوم کے دو ماہ نامے "القاسم" اور "الرشید" کی ادارت آپ کے سپرد کی گئی۔ 1338ھ کو عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد میں شعبہ دینیات کے استاد مقرر ہوئے اور 1949ء میں اس شعبے کے صدر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ تصنیف و تالیف کے لحاظ سے وہ عصر حاضر کے عظیم مصنفین میں شمار کئے جانے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں جو مواد جمع کیا ہے، وہ بیسیوں آدمیوں کو مصنف اور محقق بنا سکتا ہے۔ اس ایک آدمی نے تن تنہا وہ کام کیا ہے جو یورپ میں پورے پورے ادارے اور منظّم جماعتیں کرتیں ہیں۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد 25 شوال 1375ھ بمطابق 5 جون 1956ء کو انتقال ہو گیا۔
Daryaabadi, Abdul Majid, *Wafayat e Majidi*, p:77. www.jamiululoom.com , accessed on 21-01-2018

[17] Shams al Din Muhammad Al Dhabi, *Siyar A'lam Al Nubala* (Bairut: Mua'ssasat al Risalah, 1985), 2/418.

[18] آپ کا نام جیلان بن فروہ تھا، آپ ابو الجلد کی کنیت سے مشہور ہوئے، آپ تابعی ہیں، اور حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت کرتے ہیں، آپ کے تلامذہ میں قتادہ، ابو عمران الجونی، ابان بن ابی عیاش وغیرہ شامل ہیں، امام احمد نے آپ کی توثیق کی ہے۔ آپ ۷۰ ہجری میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

"عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ أَبِي الْجَلْدِ قَالَتْ: كَانَ أَبِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ وَيَخْتِمُ التَّوْرَاةَ فِي سِتَّةٍ يَقْرَؤُهَا نَظَرًا فَإِذَا كَانَ يَوْمَ يَخْتِمُهَا حَشَدَ لِذَلِكَ النَّاسَ. وَكَانَ يَقُولُ: كَانَ يُقَالُ: تَنْزِلُ عِنْدَ خَتْمِهَا الرَّحْمَةُ"[19]

میمونہ بنت ابی الجلد کہتی ہیں کہ میرے والد ہر سات دن میں قرآن کریم ختم کرتے تھے اور چھ دن میں تورات ختم کرتے تھے اور جس دن ختم ہوتا اس دن لوگوں کو جمع کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس دن رحمت نازل ہوتی ہے۔

یعنی انہوں نے سات دن میں قرآن اور چھ دن میں تورات ختم کرنے کا عام دستور اپنے لئے مقرر کیا تھا اور ختم کے دن لوگوں کو جمع کرتے تھے کہ اس دن رحمت نازل ہوتی ہے۔

ان دو واقعات سے استدلال کرتے ہوئے مولانا مناظر احسن گیلانی رقمطراز ہیں۔

"اور واقعہ بھی یہی ہے کہ قرآن کی صحیح راہ نمائی میں اس قسم کی کتابوں کے پڑھنے سے جہاں تک میرا ذاتی تجربہ ہے خود قرآن کے سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔[20]"

مولانا مناظر احسن گیلانی کا مطالعہ کتب سماویہ پر تیسرا استدلال

حافظ ابن حجرؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے متعلق روایت ذکر کی ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمرو، قَالَ: رَأَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ فِيْ إِحْدى يَدَيَّ عَسَلاً، وَفِيْ الْأُخْرى سَمَناً، وَأَنَا أَلْعَقُهُمَا ، فَذَكَرْتُ ذلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَقْرَأُ الْكِتَابَيْنِ التَّوْرَاةَ وَالْقُرْآنَ، وَكَانَ يَقْرَؤُهُمَا"[21]

اسی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں تورات وغیرہ کے پڑھنے کی صلاحیت وہ اپنے اندر پیدا کر چکے تھے"[22]

Ibn Naji, Tariq Bin Muhammad Āl Bin Naji, *Al Tazyiyl ala Kutub al Jarh wal Ta'dil*, (2004), Maktabah al Mathna al Islamiyyah, 1/60

[19] Muhammad Bin Sa'ad Ibn Sa'ad, *Al Tabaqat Al Kubra* (Bairut: Dar al Kutub al Ilmiyyah, 1990), 7/166.

[20] Manazir Ahsan Gilani, *Tadwin e Qura'n* (Karachi: Maktabah al Bukhari, 2005), 40.

[21] Ahmad Bin Ali Ibn Hajar, *Al Isabah Fi Tamyiyz Al Sahabah* (Bairut: Dar al Kutub al Ilmiyyah, 1415), 4/166.

[22] Manazir Ahsan Gilani, *Tadwin e Hadith* (Lahore: Al Meezan Nashiran Kutub, n.d.), 48.

اور اسی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"باقی تورات و قرآن دونوں کا پڑھنا یہ بھی ان کے ساتھ مختص نہیں ہے حضرت عبداللہ بن سلام بھی آنحضرت ﷺ کی اجازت سے ایک دن تورات اور ایک دن قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے (دیکھو ذہبی ، تذکرۃ الحفاظ) طبقات ابن سعد میں ابو الجلاء الجونی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہی لکھا ہے کہ سات دن میں قرآن اور چھ دن میں تورات کو ختم کرنے کا قاعدہ انہوں نے مقرر کر لیا تھا اور لوگوں کو ختم کے دن جمع کیا کرتے تھے، کہتے تھے کہ اس دن رحمت نازل ہوتی ہے ابن سعد، ج:۱ص:۱۶۲)"[23]

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے آنحضرت ﷺ سے اجازت لینے پر حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں: بہر حال یہ جانتے ہوئے کہ تورات کا نسخہ بہت کچھ محرف ہو چکا ہے، پھر قرآن پڑھنے والے کو اسی محرف تورات کی تلاوت کی جو اجازت دی گئی تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ محرف تورات کا مصحح تو اس کے پاس موجود ہی تھا، یعنی قرآن، اور قرآن کو مصحح بنا کر جو بھی تورات کو پڑھے گا کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ گمراہی میں مبتلا ہو بلکہ کچھ فائدہ ہی حاصل کرلے گا۔[24]

مولانا مناظر احسن گیلانی کا حضرت عمرؓ کی تورات والی روایت کے بارے میں رائے

درج بالا روایات سے استدلال کرتے ہوئے مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب ان کتب کے مطالعہ کے جواز کی طرف گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے تورات والے قصہ کی جو روایت طبرانی میں ہے، اس کے بارے میں مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب فرماتے ہیں:

باقی طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کے متعلق جو یہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ تورات کا ایک مجموعہ آنحضرت ﷺ کے سامنے لائے اور عرض کرنے لگے کہ بنی زریق میں مجھے اپنے ایک بھائی سے یہ مجموعہ ملا ہے کہتے کہ اس حال کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کا چہرہ غضبناک ہوگیا، حضرت عمرؓ کو جب اس کا احساس ہوا تو معافی مانگنے لگے ، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت موسیٰ علیہ السلام

[23] Gilani, 48,49.
[24] Gilani, 249.

بھی زندہ رہتے تو بجز میری پیروی کے ان کے لئے بھی کوئی گنجائش نہ ہوتی، جمع الفوائد میں اس روایت کو نقل کرکے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ابو عامر قاسم بن محمد الاسدی ایک شخص ہے دراصل یہ مجہول راوی ہے، اس لئے روایت خود بھی مشتبہ ہے نیز یہ ممکن ہے اس یہودی کو بھائی قرار دینے پر عتاب کیا گیا ہو نیز اور بھی اسباب اس کے ہو سکتے ہیں۔[25]

درج بالا روایات پر تبصرہ

مذکورہ بالا دونوں اطراف کے دلائل سے اول الذکر موقف زیادہ مضبوط معلوم ہوتا ہے، کہ ان کتب ساویہ کے مطالعہ سے ہمیں منع کیا گیا ہے، چنانچہ ان کے بارے میں علامہ شامیؒ نے فرمایا ہے:

میرے استاذ عبدالغنی نے خلاصہ میں جو موقف اختیار کیا ہے اور اس پر لمبی بحث کی ہے اور پھر کہا کہ ہمیں ان کتب میں مطالعہ کرنے سے منع کیا گیا ہے چاہے ان کو ہمارے پاس کفار لے کر آئیں یا ان میں سے نو مسلم۔[26]

البتہ مناظر احسن گیلانی صاحب نے جن روایات سے استدلال کیا ہے، ان سے استدلال کرنا درست نہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے متعلق علامہ ذہبی کی جس روایت سے استدلال کیا ہے اسی کے بارے میں علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

اس روایت کی سند ضعیف ہے اگر صحیح بھی مان لی جائے تو اس سے وہ تورات مراد ہوگی جس میں تبدیلی و تحریف نہ ہوئی ہو، اور آج کل کی تورات تو اس میں یہ رخصت نہیں ہے: کیونکہ موجودہ تورات کے تمام نسخوں میں تحریف کا امکان ہے، ہاں ہم اُس تورات کی تعظیم کرتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی ہے اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور آج کل جو صحیفے ان گمراہ لوگوں کے پاس ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ یہ اصل ہے یا نہیں اسی میں ہم توقف کرتے ہیں، نہ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ توہین، بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ ہم اللہ اور اللہ کے فرشتوں اور کتابوں اور رسول پر ایمان لاتے ہیں، اور اس بارے میں ہمارے لئے ایمان مجمل ہی کافی ہے، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔[27]

[25] Gilani, 249.
[26] Ibn Abidin, *Al Durr Al Mukhtar Wa Ḥashiyah Ibn Abidin*, 1/175.
[27] Al Dhabi, *Siyar A'lam Al Nubala*, 2/419.

الاصابہ کے حوالے سے مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی جو روایت ذکر کی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اسی روایت کے آخر میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے، انہوں نے اس روایت پر یوں تبصرہ کیا:[28]

"**وفي سنده ابن لهيعة**"[29]

ابن لھیعہ کے ضعف اور اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

ابن لھیعہ ضعیف الحدیث ہے اور یہ خبر منکر ہے، قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد نہ کسی کے لئے تورات کا پڑھنا جائز ہے اور نہ اس کو حفظ کرنا کیونکہ اس میں ردوبدل اور تحریف ہوئی ہے اور اس پر عمل منسوخ ہے اس میں حق و باطل خلط ملط ہے لہٰذا اس سے بچا جائے۔ ہاں تورات کا مطالعہ کرنا اس لئے تاکہ اس کے ذریعہ یہود کے ساتھ بحث و مناظرہ اور ان پر رد کرنا آسان ہو تو عالم کے لئے اس میں تھوڑی بہت گنجائش ہے اور بہتر یہ ہے کہ صرفِ نظر کرے۔ اور وہ روایت جس میں آپ... نے حضرت عبداللہ کو ایک رات قرآن پڑھنے اور ایک رات تورات پڑھنے کی اجازت دی ہے تو وہ موضوع اور جھوٹ ہے۔ اللہ بُرا کرے جس نے اس کو گھڑا ہے۔[30]

مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب نے اپنے موقف پر ایک اور واقعہ ابو المجلد کا نقل کیا ہے، جس کے بارے میں ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی کا تبصرہ کافی جامع ہے، وہ درج ذیل ہے:[31]

1. یہ کسی صحابی اور فقیہ کا عمل نہیں۔
2. یہ ان کا انفرادی عمل ہے۔
3. اس میں چند عام آدمی آجاتے تھے اس میں کسی بڑے عالم اور فقیہ کی شرکت ثابت نہیں۔
4. یہ ان کی اپنی رائے اور اپنا خیال ہے۔
5. نہ اس کا کوئی چرچا تھا۔

اس کے علاوہ مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب نے حضرت عمرؓ کے قصہ تورات کے واقعہ کو ضعیف قرار دیا ہے، اور طبرانی کے روایت میں ابو عامر قاسم کی جہالت کا ذکر فرمایا ہے، لیکن اس حدیث کے اور بھی طرق

[28] Ibn Hajar, *Al Isabah Fi Tamyiyz Al Sahabah*, 4/166.

[29] نام عبداللہ بن عقبہ بن لھیعۃ ہے ،آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے، آپ ضعیف الحدیث ہیں،ان آپ کی وفات ۱۷۴ھ میں مصر میں ہوئی-Ibn Sa'ad, *Al Tabaqat al Kubra*, 7/358 .

[30] Al Dhabi, *Siyar A'lam Al Nubala*, 3/86.

[31] Gilani, *Tadwin e Hadith*, 31.

موجود ہیں، اگرچہ ان میں بھی کلام ہے، جیسا کہ سنن دارمی میں یہ روایت مروی ہے، سنن دارمی کی اس حدیث کی سند میں کلام ہے چنانچہ اس کی سند میں ایک راوی مجالد بن سعید ہے جو کہ ضعیف ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ مجالد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"مجالد (میم کے ضمہ اور جیم کی تخفیف کے ساتھ) بن سعید بن عمیر الھمدانی (میم کے سکون کے ساتھ) ابو عمرو کوفی قوی نہیں ہے اور آخری عمر میں ان کے حافظے میں خرابی آگئی چھٹے طبقے کے صغار میں سے ہیں انھوں نے ۴۴ ہجری میں وفات پائی۔"[32]

امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کو دوسرے طریق میں حضرت عبد اللہ بن ثابتؓ سے روایت کیا ہے[33]، جس کے متن کے الفاظ قدرے مختلف ہیں البتہ مفہوم ایک ہی ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی جابر الجعفی ہے جو کہ ضعیف ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"جابر بن یزید بن حارث الجعفی ابو عبداللہ الکوفی ضعیف، رافضی ہے، پانچوے طبقے میں سے ہے اس نے ۱۲۷ ہجری یا ۱۳۲ ہجری میں وفات پائی۔"[34]

اس کے علاوہ اس کی سند میں اضطراب بھی ہے، چنانچہ شعیب الأرنؤوط لکھتے ہیں:

"اس کی اسناد ضعیف ہیں جابر کے ضعف کی وجہ سے اور وہ ابن یزید الجعفی ہے اور اس میں اضطراب ہے۔"[35]

امام بیہقی نے بھی اس کو اسی طریق سے نقل کیا ہے[36] لیکن متن کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

امام احمد نے اسی روایت کو مجالد عن شعبی عن جابر بن عبد اللہ کے طریق سے بھی نقل کیا ہے[37] البتہ الفاظ میں اختلاف ہے۔ لیکن دارمی کی شرح فتح المنان میں صاحب فتح المنان نے اس حدیث کی سند کے بارے میں جو رائے اختیار کی ہے وہ سب سے جامع ہے وہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی سند صحیح کے درجے کی ہے مجالد کے علاوہ (اس کے تمام راوی صحیحین کے ہیں) امام مسلم نے مجالد کی حدیث متابعات اور شواہد میں ذکر کی ہے اس بناء پر یہ حدیث

[32] Aḥmad Bin Ali Al Asqalani, *Taqrib Al Tahdhib* (Syria: Dar al Rashid, 1986), 1/520.
[33] Aḥmad Bin Hambal, *Musnad Aḥmad*, n.d., 25/198.
[34] Al Asqalani, *Taqrib Al Tahdhib*, 1/137.
[35] Aḥmad Bin Hambal, *Musnad Aḥmad*, 25/198.
[36] Aḥmad Bin Husain, *Shu'ab Al Iman* (Riyaz, KSA: Maktabah al Rushd lil Nashar wal Tawzi, 2003), 7/170.
[37] Aḥmad Bin Hambal, *Musnad Aḥmad*, 23/349.

صحیح لغیرہ ہے، امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب الاعتصام میں جو باب باندھا ہے "باب قول النبی ﷺ لاتسألوا أهل الكتاب عن شيء" امام بخاری کے اس طرزِ بیان سے بھی اس حدیث کی سند کو تقویت ملتی ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر اس باب کے تحت شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو بزار اور امام احمد نے روایت کیا ہے" اور حضرت جابر کی پوری حدیث ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "کہ اس سند کے راوی تمام ثقہ ہیں سوائے مجالد کے کہ وہ ضعیف ہے، اور امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس وجہ سے لائے ہیں کہ اس حدیث کے اور شواہد بھی ہیں جس کی وجہ سے یہ حدیث صحیح کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔[38]

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ کی رائے بھی کافی مضبوط ہے، وہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کے تمام طرق ہیں اور اگرچہ ان میں ایسا کوئی طریق نہیں جو قابل احتجاج ہو لیکن اس کا مجموعہ یہ تقاضہ کرتا ہے کہ اس کی اصل ہے اور جو چیز اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ اس میں کراہیت تنزیہ کے لیے ہے نہ کہ تحریم کے لیے۔"[39]

صاحب فتح المنان اور حافظ ابن حجرؒ کی درج بالا عبارات سے ہمارے اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ کتب سماویہ کی مطالعہ کی اجازت نہیں ہے، اور درج ذیل عبارات بھی مزید مؤید ہیں۔

علامہ ابن حجرؒ نے بعض متاخرین کی طرف سے نقل کیا ہے:

"اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہود نے تورات میں تحریف کی اور اسے تبدیل کر دیا اور تورات کو لکھنے اور اس میں غور و فکر کے ساتھ مشغول ہونا بالاجماع جائز نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت عمرؓ تورات کا صحیفہ دیکھا تو غصہ ہوئے اور فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کے لیے بھی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر مطالعہ تورات گناہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس پر غصہ نہ ہوتے۔"[40]

چنانچہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے نواب محمد قطب الدین دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

---

[38] Nabeel Bin Hasham Abu Asim, *Fath Al Mannan* (Bairut: Dar al Bashair al Islamiyyah, 1999), 3/191-193.
[39] Aḥmad Bin Ali Ibn Hajar, *Fath Al Bari Sharh Sahih Al Bukhari* (Bairut: Dar al Marifah, 1999), 13/525.
[40] Ibn Hajar, 13/525.

"اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ اور دیگر حکماء اور فلاسفہ کی کتابوں کی طرف مراجعت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"[41]

مشہور حنفی عالم ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:[42]

ترجمہ: حدیث میں کتاب و سنت سے حکماء اور فلاسفہ وغیرہ کی کتب کی طرف عدول کرنے کی بلیغ نہیں ہے۔

تورات کو پڑھنا اور اس میں غور و فکر کرنا تو درکنار ایک روایت میں تو اہل کتاب سے دین کی بات پوچھنے سے بھی منع کیا گیا چنانچہ مسند احمد اور البزار کی ایک روایت ہے کہ

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:"لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ، فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُوكُمْ، وَقَدْ ضَلُّوا، فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوا بِبَاطِلٍ، أَوْ تُكَذِّبُوا بِحَقٍّ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي"[43]

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل کتاب سے کوئی بات نہ پوچھا کرو اس لیے کہ وہ تمہیں ہرگز راہ نہیں دکھا سکتے حالانکہ وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں اور اگر تم ان کی تصدیق کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم ان کی کسی غلط بات کی تصدیق کر دو اور اگر ان کی تکذیب کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم ان کی کسی سچی (حق) بات کی تکذیب کر دو اور اگر آج موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا تورات کی اتباع کرنا حلال نہ ہوتا۔

مولانا بدر عالم میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہاں امت کے سامنے ایک اصولی مسئلہ رکھا گیا ہے اور وہ یہ کہ جب تمہارے عمل کے لیے ایک شریعت آچکی ہے تو اب پہلی شریعت سے بحث کرنا ہی غلط ہے، ظاہر ہے کہ اگر پہلی شریعت کو قائم رکھنا منظور ہوتا تو ضرور اس کو محفوظ بھی رکھا جاتا لیکن جب اس کو محفوظ نہیں

[41] Nawab Muhammad Qutab al Din Khan Dehlavi, *Mazahir e Haq* (Lahore: Dar Al Ilm, 2005), 1/283.
[42] Ali Bin Muhammad Mulla Ali Qari, *Mirqat Al Mafateeh* (Bairut: Dar al Fikar, 2002), 1/277.
[43] Aḥmad Bin Hambal, *Musnad Aḥmad*, 22/468.

رکھا گیا تو معلوم ہو گیا کہ آئندہ قدرت کو اس پر عمل درآمد بھی منظور نہ تھا، شریعت سماویہ گو سب حق تھیں مگر تحریف کے بعد ان میں بہت سا باطل کا حصہ داخل ہو چکا ہے جو نامعلوم ہے اب اس سے بحث کا حاصل یہی ہے کہ اگر تصدیق کرتے ہو تو باطل کی تصدیق کا احتمال اور تکذیب کرتے ہو تو حق کی تکذیب کا احتمال باقی رہتا ہے اس لیے جب عمل کے لیے ایک راہ موجود ہو تو پھر اس گرداب میں پھنسنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان میں تحریف نہیں ہوئی تو بھی ہر صداقت پر عمل کرنا اسی وقت موجب نجات ہو سکتا ہے جب کہ وہ وقت کی شریعت بھی ہو اگر اس کی بجائے دوسری شریعت آچکی ہے تو اب پہلی صداقت پر عمل کرنا وقتی شریعت کی توہین ہو گی۔"[44]

اس سے یہ تو بالکل واضح ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کا مطالعہ کرنا جائز نہیں ہے لیکن ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مطلقاً کسی بھی صورت میں جائز نہیں یا اس کی کچھ استثنائی صورتیں بھی ہیں؟

قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کے مطالعہ کی استثنائی صورتیں

قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کا مطالعہ کرنا جائز نہیں ہے، اگر وہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے ہو، پھر تو قطعی حرام ہے اور اگر صرف تبرک یا برکت یا بغیر کسی ضرورت کے ہو تو بھی جائز نہیں، جیسا کہ اوپر کی بحث سے واضح ہوا، البتہ آج کل کے دور میں تقابلِ ادیان ایک ایسا موضوع ہے جو مسلمانوں کے تعلیمی نصاب کا بھی حصہ ہے، اور مسلمان ممالک میں اعلی تعلیم کے حصول میں بھی یہ موضوع شامل ہے، تو کیا تقابلی مطالعہ کے لئے ان کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں زیادہ راجح یہی معلوم ہوتا ہے، کہ ابطالِ باطل اور تقابلی مطالعہ کے لئے کتب سماویہ کا مطالعہ کرنا درست ہے، جس کی تائید درج ذیل عبارات سے ہوتی ہے:

حافظ ابن حجرؒ مطالعہ تورات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس مسئلے میں اولی راسخین فی الایمان اور جو اس پر قادر نہیں کے درمیان فرق کرنا ہے، پس جو راسخ فی الایمان نہیں اس کے لیے تورات میں نظر کرنا جائز نہیں بخلاف راسخ فی الایمان کے کہ اس کے لیے جائز ہے اور مخالف کے رد کے وقت تو اس کی ضرورت بہت ضروری ہے اور اس پر پرانے اور نئے آئمہ نے تورات سے جو نقل کیا دلالت کرتا ہے اور ان کا یہود کو محمد ﷺ

[44] Badar Alam Mirathi, *Tarjuman Al Sunnah* (Karachi: Dar al Isha'at, 2003), 1/314.

کی تصدیق کے لیے ان کی کتاب سے تخریج شدہ کے ساتھ الزام کرنا دلالت کرتا ہے اور اگر ان قدیم و حدیث علماء تورات میں جواز نظر (مطالعہ) کے قائل نہ ہوتے تو ایسا نہ کرتے اور تورات کے مطالعہ کرنے کا رد کرتے"۔[45]

آنحضرت ﷺ حضرت عمر فاروقؓ پر جو غصہ ہوئے اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"اور بہر حال آپ ﷺ کے غصہ سے تورات کے پڑھنے کے حرام ہونے پر استدلال کرنا اور یہ دعویٰ کہ اگر یہ گناہ نہیں تو نبی کریم ﷺ اس پر غصہ نہ ہوتے قابل اعتراض ہے اس لیے کہ کبھی کبھی غصہ مکروہ اور خلاف اولیٰ کام پر بھی ہوتا ہے جو اس کرنے والے کی شایان شان نہ ہو جیسے نبی کریم ﷺ حضرت معاذؓ کے صبح کی نماز میں لمبی قرات کرنے پر غصہ ہوئے، اور کبی کبھی غصہ اس شخص پر ہوتا ہے جو واضح کام کو نہ سمجھے جیسے مثلاً وہ شخص جس نے اونٹوں کی گری پڑی چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔"[46]

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا حضرت عمرؓ کے تورات پڑھنے پر غصہ فرمانا بوجہ خلاف اولیٰ اور کراہت کے تھا کہ قرآن کی موجودگی میں اس کی ضرورت نہیں تھی۔ لھذا جب اس کی ضرورت ہو جیسے یہود و نصاریٰ کا رد کرنا مقصود ہو تو بقدر ضرورت مطالعہ تورات جائز ہوگا۔ اور یہود و نصاریٰ کا رد وہی کر سکتا ہے جو قرآن و سنت کے علوم سے واقف بھی ہو اور راسخ فی الایمان بھی ہو، اگر ایسا نہیں تو تورات کو مطالعہ کرنا خطرے سے خالی نہ ہوگا، اس لیے بھی کہ اس میں یہود و نصاری تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں اور اس کے بہت سے احکام کو تبدیل بھی کر دیا ہے۔

اسی طرح جن روایات میں اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرنے کے بارے میں مروی ہے ان میں بھی تفصیل ہے جس کے بارے میں علامہ نذیر احمدؒ فرماتے ہیں:

"یہ حکم مطلق نہیں بلکہ اس میں تفصیل ہے جو باتیں اہل کتاب اپنی کتابوں سے نقل کریں گے وہ کئی قسم کی ہو سکتی ہیں۔ بعض باتیں تو ایسی ہوں گی جن کی ہماری شریعت نے بھی تصدیق کی ہو گی جیسے موسی علیہ السلام کا نبی ہونا ان پر تورات نازل ہونا وغیرہ ایسی باتوں میں تو ان کی تصدیق کی جائے گی اس حیثیت سے کہ یہ باتیں ہماری شریعت میں بھی ثابت ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہوں گی جن کی تکذیب کتاب و سنت میں موجود ہے جیسے عزیر کا یا مسیح کا ابن اللہ ہونا۔ ایسی

[45] Ibn Hajar, *Fath Al Bari Sharh Sahih Al Bukhari*, 13/525,526.
[46] Ibn Hajar, 13/526.

باتوں میں ان کی تکذیب کی جائے گی۔ تیسری قسم کی باتیں وہ ہیں جن کے بارے میں کتاب وسنت ساکت ہیں نہ ان کی تصدیق کرواور نہ ہی ان کی تکذیب کرو۔"[47]

اب جو قرآن وسنت کا جاننے والا ہو گا وہی تورات کی باتوں کی تکذیب یا تصدیق کر سکتا ہے، لھذا قرآن وسنت کے علوم سے ناواقف شخص کے لیے تورات یا بائبل کا مطالعہ کرنا ناجائز ہو گا۔

قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کے مطالعہ کے اصول سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کا مطالعہ ایک حساس باب ہے، جس میں ہر کس وناکس کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، چنانچہ قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ کے مطالعہ کے چند بنیادی اصول وضوابط جو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں متعین کئے جاسکتے ہیں، درج ذیل ہیں، یہ اصول وضوابط ہر اس شخص کے لئے ہیں جو کسی بھی درجے میں ان کتب سماویہ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے:

1. اسلام کو ناسخ اور اس کے علاوہ باقی مذاہب کو منسوخ سمجھتا ہو۔
2. مطالعہ صرف ابطالِ باطل اور اثباتِ حق کے لئے کیا جائے۔
3. قرآن سے متصادم یا مخالف امور میں قرآن کریم ہی کو راجح تسلیم کیا جائے۔
4. محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے واقفیت رکھتا ہو۔
5. اسلام کے دلائلِ شرعیہ سے آگاہی رکھتا ہو۔
6. دلائل شرعیہ کی حیثیت اور درجات سے آگاہ ہو۔
7. قرآن کریم کے تفسیری ماخذ اصلیہ کے بارے میں علم رکھتا ہو، تاکہ ضرورت پڑنے پر ان مأخذ سے مستفید ہو سکے۔
8. حدیث، فقہ اور اسماءالرجال کی بنیادی کتب سے واقفیت اور ان سے استفادہ کی صلاحیت رکھتا ہو۔
9. علوم القرآن جانتا ہو یا علوم القرآن کی بنیادی کتب سے تو اقفیت ہو۔
10. ایسے ہی بنیادی علوم جیسے لغت، فقہ اور ادب سے بھی اسے شغف ہو۔
11. شریعت اسلامی کے بنیادی عقائد پر یقین کامل اور شرحِ صدر رکھتا ہو۔
12. محقق میں کم از کم اتنی صلاحیت ضرور ہو کہ وہ عربی عبارات حل کر سکتا ہو، تاکہ بوقت ضرورت عربی کتب

[47] Aḥmad Nazir, *Ashraf Al Tawzeeh* (Faisalabad, Pakistan: Maktabah al ‘Arafi, Jamia Islamiyyah Imdadiyyah, 2007), 1/281.

کی طرف رجوع کر سکے۔

13. محقق کو اپنے آپ پر مکمل اعتماد ہو کہ وہ مطالعہ سے کسی شبہ یا فتنے میں مبتلا نہیں ہو گا۔

14. کسی مقام پر اگر محقق متردد ہو جائے تو علماء کرام کی طرف رجوع کرے، خود سے کوئی فیصلہ نہ کرے۔

15. بنیادی اصطلاحات جیسے قطعی، غیر قطعی، ظنی وغیرہ سے واقف ہو۔

16. محقق اس اعتقاد سے مطالعہ کرے کہ یہ کتب بہر حال محرف شدہ ہیں۔

17. طالبِ علم کے لیے بقدر ضرورت مطالعہ کسی ماہر استاذ کی نگرانی میں ہو۔

نتائج

اس بحث سے درج ذیل نتائج نکلتے ہیں:

1. قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتبِ سماویہ بھی کلام اللہ ہیں۔
2. ان کا محرف ہونا ان کو کلام اللہ ہونے سے نہیں نکالتا کیونکہ ان کی تحریف غیر معین ہے۔
3. ان کا منسوخ ہونا بھی ان کو کلام اللہ ہونے سے خارج نہیں کرتا، جیسا کہ قرآن کریم کی منسوخ آیات کریمہ بھی کلام اللہ ہی ہیں۔
4. ان کتب کا مطالعہ باعثِ برکت نہیں، جیسا کہ قرآن کریم کی تلاوت باعثِ برکت وسعادت ہے۔
5. ان کتب کے عام مطالعہ کی اجازت نہیں ہے۔
6. جو حضرات ان کتب کے مطالعہ کی عام اجازت کی گنجائش کی طرف گئے ہیں، ان کا موقف مرجوح ہے۔
7. حضرت عمر فاروقؓ سے متعلق تورات پڑھنے سے منع کرنے والی روایت کی اصل موجود ہے۔
8. آنحضرت کا کسی کام پر غصہ ہونا ہمیشہ اس کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات مکروہ تحریمی، تنزیہی یا صرف خلافِ اولیٰ ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔
9. اس روایت میں آنحضرت ﷺ کا منع کرنا کراہتِ تنزیہی پر محمول ہے۔
10. جن روایات میں تورات پڑھنے کی اجازت مروی ہے وہ سنداً ضعیف ہیں، ان سے احتجاج درست نہیں۔
11. ان کتب کا تقابلی انداز میں مطالعہ کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اس کے لئے مخصوص شرائط ہیں۔

ان شرائط کے ساتھ کسی بھی درجے کا محقق ان کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

12. ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ ان کتب کا مطالعہ تقابلی انداز میں بھی کرنے میں نیت اثباتِ حق (یعنی قرآن کریم کی حقانیت کا ثبوت) اور ابطالِ باطل (اہلِ کتاب پر رد) ہی مقصود ہو۔

سفارشات

تقابل ادیان کا نصاب جس جس سطح پر بھی پڑھایا جاتا ہے وہاں ان اصول وضوابط کو باقاعدہ پڑھایا جائے اور انہی کے مطابق تقابل ادیان کے مضامین کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر پڑھا جائے۔

پڑھاتے وقت "مذاہب کے مشترکات" مکالمہ بین المذاہب کا محور ہونا چاہیے۔

مکالمہ بین المذاہب کے ضمن میں حقانیتِ اسلام کا پہلو نمایاں ہونا چاہیے۔

پڑھاتے وقت مذاہب کے مختلفات کو بھی نمایاں کیا جائے، تاہم اسلام نے دیگر مذاہب وادیان کے جو حقوق اور مذہبی رواداری کا جو درس دیا ہے وہ ہمیشہ مدِ نظر رہے۔